آنحضورؐ کے اخلاق کے قریب تر رہنے
کی کوشش کریں جو خلق عظیم پر فائز تھے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲؍ستمبر ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت کی:۔

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ (القلم: ۱۔۱۱)

سورۃ القلم کی پہلی گیارہ آیات کی میں نے تلاوت کی ہے۔اس صورت کا آغاز لفظِ نٓ سے ہوتا ہے۔نٓ کے بہت سے مفاہیم ہیں لیکن علماء عموماً اس بات پر متفق ہیں کہ یہاں اوّل طور پر نٓ سے مراد دوات ہے یعنی وہ ظرف جس میں روشنائی ڈالی جاتی ہے۔وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ اور وہ قلم اور وہ تحریر جو دوات اور قلم لکھتے ہیں یا لکھنے والے لکھتے ہیں،ان سب کو خدا تعالیٰ گواہ ٹھہرا رہا ہے۔ کس بات کا گواہ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ اے محمد ﷺ تو خدا تعالیٰ کی نعمت کے نتیجے میں ہرگز مجنون نہیں ہے۔وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ اور یقیناً تیرے لئے نہ ختم ہونے

والا ایک اجر ہے۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور یقیناً تو بہت بڑے اخلاق پر قائم ہے۔ فَسَتُبْصِرُ وَ يُبْصِرُوْنَ پس تو بھی دیکھے گا اور وہ بھی دیکھیں گے۔ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ کہ تم میں سے کون ہے جو مفتون ہے، کون ہے جس کا دماغ پھر گیا ہے۔ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یقیناً تیرا رب ہی ہے جو بہتر جانتا ہے کہ کون ہے جو رستے سے گمراہ ہو چکا ہے اور کون ہے جو ہدایت پر ہے فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ پس جھٹلانے والوں کی پیروی مت کر۔ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ وہ چاہتے ہیں کہ تم تھوڑا سا اپنے موقف سے سرک جاؤ تو پھر مقابل پر وہ بھی کچھ نرمی اختیار کریں گے۔ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ لیکن ہر جھوٹی قسمیں کھانے والے، حد سے زیادہ لغو قسمیں کھانے والے اور مھین، ذلیل انسان، کمینہ صفت انسان کی پیروی نہ کر۔

یہاں سب سے پہلی بات جو انسانی توجہ کو کھینچتی ہے اور غور کو دعوت دیتی ہے وہ یہ ہے کہ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ یہ کہنے کیلئے نٓ اور قلم یعنی دوات اور قلم اور اس تحریر کو جو دوات اور قلم سے لکھی جاتی ہے گواہ کیوں ٹھہرایا گیا ہے، اس کا کیا تعلق ہے؟ درحقیقت سب سے اہم تعلق ان دو بیانات کا یہ ہے کہ عقل کا معراج قلم اور دوات کے ذریعے ہوا ہے اور علم کا معراج قلم اور دوات کے ذریعے ہوا ہے۔ اگر آپ انسانی ترقی سے دوات اور قلم کے دور کو نکال دیں اور ہر چیز کو زبانی رہنے دیں۔ تو انسانی فکر خواہ کتنی ہی تیز ہو جاتی اور بظاہر کتنا ہی صیقل ہو جاتی وہ علوم جو آج دنیا پر منکشف ہوئے ہیں اُس کا لاکھواں حصہ بھی دنیا پر منکشف نہیں ہو سکتا تھا۔ سو انسانی فکر و علم کا معراج ہے قلم اور دوات اور اسے علامت کے طور پر پیش کیا گیا ہے اور قلم اور دوات بھی وہ نہیں جس سے عام کوئی لکھنے والا لکھتا ہے بلکہ وہ قلم اور دوات جو لوح و قلم کی مظہر ہیں یعنی خدا تعالیٰ کا قلم اور خدا تعالیٰ کی تحریر۔

وَمَا يَسْطُرُوْنَ سے میں یہ معنی لیتا ہوں اور تقدیر کے فرشتے جو لکھتے ہیں یا قوانین قدرت پر خدا تعالیٰ نے جن فرشتوں کو مامور کیا ہے وہ جو تحریر کرتے ہیں ان کو میں گواہ ٹھہراتا ہوں کہ تو اپنے رب کی نعمت کے نتیجے میں ہرگز مجنون نہیں ہے۔ اس گواہی نے بتایا کہ محض یہ اعلان نہیں کیا جا رہا کہ تو مجنون نہیں ہے بلکہ یہ اعلان بھی کیا جا رہا ہے کہ تو معرفت کے انتہائی مقام پر پہنچا ہوا ہے کیونکہ علم و فکر کے ارتقاء کا موجب جو چیزیں بنیں ان کو گواہ ٹھہرا دیا اور تحریروں میں سے بھی سب سے اعلیٰ پائے

کی تحریر جو علم کی مظہر ہے یعنی خدائی تقدیر کی تحریر اسے گواہ ٹھہرایا۔ تو مطلب یہ ہے کہ تو علم و فکر کے انتہائی بالا مقام تک پہنچا ہوا ہے کجا یہ کہ تجھے مجنون کہتے ہیں اور اس کا ایک ثبوت یہ دیا کہ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ پاگل آدمی تو مرفوع القلم ہوا کرتا ہے ۔ وہاں بھی لفظ قلم استعمال کیا جاتا ہے کہ اس سے قلم اٹھالی گئی ہے، نہ اسے کوئی سزا نہ کوئی جزا، ہاں اپنے کئے کی خود بخود ایک قانونِ قدرت کے طور پر سزا پاتا چلا جاتا ہے۔ ہر نیکی، ہر فائدہ سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ جو نیک عمل کرنیوالا ہو اور عمداً آنکھیں کھول کر نیکی کے میدان میں قدم رکھنے والا ہو اس کے ساتھ ایک اجر کا قانون بھی چلتا ہے اور ہر انسان جو بالا رادہ کوئی نیکی کا فعل کرے اور حکمت کے ساتھ نیکی کا فعل کرے، صاحبِ عقل و فہم بھی ہو اور باعمل بھی ہو اس کو اجر ملتا ہے۔ تو فرمایا کہ تیرا اجر تو غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ہے۔ تیرے چھوٹے سے چھوٹے فعل کا بھی ایسا اچھا ہم نتیجہ نکالتے ہیں اور ایسا دائمی نتیجہ نکالتے ہیں کہ جو منقطع ہونے والا نہیں۔ دشمن بھی بظاہر ایک کوشش کر رہا ہے اور تو بھی ایک کوشش کر رہا ہے لیکن اس کی کوششیں بے پھل اور بے ثمر ثابت ہوتی ہیں، تیری ادنیٰ سی کوششوں کو بھی ایسے پھل لگتے ہیں کہ جو ختم ہونے میں نہیں آتے۔ لامتناہی سلسلہ انعامات کا چلتا ہے تو تجھے یہ کیسے مجنون کہہ سکتے ہیں۔ مجنون تو اپنے پائے ہوئے کو کھو دیا کرتا ہے۔ مجنون کی تو انتہائی کوشش بھی بے ثمر ہوتی ہے کجا یہ کہ معمولی معمولی، ادنیٰ ادنیٰ کوششیں بھی ایک نگاہ میں باثمر ثابت ہو جائیں۔ تو فرمایا کہ تیری ذات کے ساتھ ایک اجرِ غیر ممنون وابستہ ہو چکا ہے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور تیرا خلق بہت عظیم ہے۔ اردو میں تو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ تیرا خلق بہت عظیم ہے یہ درست نہیں عربی میں لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کا متبادل اردو محاورہ کوئی نہیں ورنہ لفظاً یہ ترجمہ کرنا چاہئے کہ تو عظیم خلق پر ہے۔ عظیم خلق پر ہونے کا مفہوم خُلق کے اوپر غالب آنے کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ محض تیرے اخلاق اچھے ہیں بلکہ جس طرح ایک اعلیٰ گھڑ سوار گھوڑے کو قابو میں رکھتا ہے۔ اُس کی باگ دوڑ اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے اس کے اشارے پر چلتا ہے۔ اس طرح تو اخلاق کا سوار قرار دیا گیا ہے۔ اَخلاق تیری قدرت سے باہر نہیں ہیں تو پوری طرح ان پر فائز اور قائم ہے۔ پس لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ میں ایک بہت ہی بڑا اخراجِ تحسین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اَخلاق کو دیا گیا ہے کہ گویا جیسے ہم کہتے ہیں کہ فلاں بات تو تیری لونڈی ہے۔

تو اس طرح فرمایا کہ تُو تو اخلاق کا شہسوار ہے، عظیم اخلاق پر خدا تعالیٰ نے تجھے مقدرت بخشی ہے۔

ان تین صفات میں سے لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ والی صفت کو حضرت خدیجہؓ بھی پا گئیں اور اس سے ان کی بصیرت کا پتہ چلتا ہے۔ جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے متعلق فکر لاحق ہوئی کہ مجھ سے کیا واقعہ ہو گیا ہے۔ تو اس وقت حضرت خدیجہؓ نے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دلائی تھی کہ آپؐ میں یہ عظیم اخلاق پائے جاتے ہیں اور اتنے عظیم اخلاق کے مالک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کر سکتا۔ پس جو کچھ بھی واقعہ ہوا ہے اس کا یہ معنی بہر حال نکالنا غلط ہے کہ اس سے آپؐ کو کوئی نقصان پہنچ سکے گا۔ آپؐ محفوظ مقام پر ہیں کیونکہ آپؐ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہیں اور جو لوگ اعلیٰ اخلاق پر فائز ہوں خدا انہیں ضائع نہیں کیا کرتا۔ پس حضرت خدیجہؓ کو نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ کو پہچاننے کی تو کوئی مقدرت نہیں تھی کیونکہ یہ تو خدا تعالیٰ جو راز دان تھا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اعلیٰ فکری اور علمی ترقی کا وہی بتا سکتا تھا۔ آپ کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتنی عظیم الشان نعمت آپ کو ملنے والی ہے یا میسر آ چکی ہے اور نہ اجرِ غیر ممنون کا سلسلہ ابھی آپ نے دیکھا تھا۔ لیکن خلق عظیم ایک ایسی چیز ہے جو ظاہر ہوتی ہے جسے ہر انسان دیکھ سکتا ہے اور ہر صاحب بصیرت پہچان سکتا ہے۔ پس آپ نے جو دیکھا اس کا نتیجہ بالکل صحیح اخذ کیا۔

جب یہ صفات پائی جائیں کسی میں اس کے بعد یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اسے ضائع کر دے۔ پس فرمایا فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ ۝ بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ یہ بات بتاتی ہے کہ یہ صفات جہاں عقلِ کل اور انتہائی اعلیٰ فکر و تدبر اور زینتِ اَخلاق کی مظہر ہیں ان کے ہوتے ہوئے جنون کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی جنون کے منافی صفات ہیں یہ ساری۔ جس کسی کو بادشاہِ قلم قرار دے دیا جائے، کسی کو تحریر کا سلطان قرار دے دیا جائے، کسی کو عقل و فہم اور خلقِ عظیم کا شہسوار قرار دے دیا جائے اور اللہ تعالیٰ کے لامحدود احسانات کا مورد قرار دے دیا جائے اور کسی شخص کو یہ ضمانت دے دی جائے کہ تیرے ہر فعل کا بہترین لامتناہی اجر ملتا چلا جائے گا۔ یہ ساری باتیں آنحضرت ﷺ کے متعلق بیان فرما دی گئیں۔ اس کے بعد یہ فرمانا کہ فَسَتُبْصِرُ وَیُبْصِرُوْنَ o بِاَیِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ دو باتوں کو ظاہر کر رہا ہے۔ اول یہ کہ یہ ساری باتیں جنون کی نفی کرنے والی ہیں۔ مجنون میں یہ صفات اکٹھی ہو ہی نہیں سکتیں بلکہ ان میں سے ایک صفت بھی مجنون میں نہیں ہوتی

اور ساتھ ہی یہ اعلان کیا گیا کہ تیرے مخالفین میں ان ساری صفات کا عدم پایا جاتا ہے۔اس کے برعکس صفات پائی جاتی ہیں اور جس میں ان صفات کے برعکس صفات پائی جائیں وہ لازماً مجنون ہوا کرتا ہے۔جن کا ہر عمل بیکار ثابت ہو، جن کی ہر کوشش بے ثمر ہو۔جن کو اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تعارف ہی کچھ نہ ہو کہ خدا کس طرح قدم قدم پر اپنے پیاروں پر فضل نازل فرمایا کرتا ہے۔ یہ مزہ نہ چکھا ہو جن لوگوں نے۔جن لوگوں کو علم وفہم سے کوئی واسطہ نہ ہو اور بد خلق لوگ ہوں، اخلاقِ حسنہ سے عاری ہوں یہ سب مجنون کی علامت ہوا کرتی ہے۔تو فرمایا کہ تو مجنون نہیں ہے، تیرے مخالف سارے لازماً مجنون ہیں اور یہ بات ہم کھولنے والے ہیں تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھیں گے اور بالآخر روزِ روشن کی طرح یہ حقیقت دنیا کے سامنے آجائے گی کہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہر اُس صفت سے مزین تھے جو جنون کے برعکس صفت کہلاتی ہے، اس کی ضد ہے اور آپ کے مخالفین ہر وہ صفت رکھتے تھے جس کے نتیجے میں جنون پیدا ہوتا ہے یا جو جنون کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۠ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۸﴾ پھر فرمایا تیرا رب ہی ہے جو بہتر جانتا ہے کہ راہِ حق سے کون ہٹا ہوا اور گمراہ ہے اور کون ہے جو ہدایت یافتہ ہے۔پس رب کے بیان کے مطابق یہ وہ صفات ہیں جو ظاہر کریں گی کہ کون ہدایت پر ہے اور کون ہدایت سے دور ہے۔ یہ مراد نہیں کہ یہ سب کچھ بیان کرنے کے باوجود بھی ابھی تک تیرا معاملہ مشکوک ہے۔یعنی ان سب صفات کے حامل ہونے کے باوجود خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ میں ہی بہتر جانتا ہوں کون ہدایت پر ہے۔ ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔مراد یہ ہے کہ ہم جو جانتے ہیں کہ کون ہدایت پر ہے اور کون گمراہی پر ہے۔ہم بتا رہے ہیں کہ جو ہدایت پر ہوتے ہیں ان کی یہ صفات ہوا کرتی ہیں اور جو گمراہ ہوتے ہیں وہ ان صفات سے عاری ہوتے ہیں۔ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ اس نے اس مضمون کی تصدیق کر دی۔پس چونکہ تو خدا تعالیٰ کے نزدیک ہدایت پر ہے۔اس لئے ان جھٹلانے والوں کی کسی بات کی پیروی نہیں کرنی۔ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ یہ ہوشیاری کرتے ہیں اور دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں اور کہتے ہیں بس اتنی سی ہماری بات مان جاؤ تو ہم تم سے نرمی کریں گے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اتنی سی بات بھی ان کی ماننے کے لائق نہیں۔ جو مجنون ہو جو کلیۃً مفتون ہو، جس کی عقل پر خبط سوار ہو چکا ہو اس شخص کی ایک ذرہ سی، ادنیٰ سی بات بھی ماننے

کے لائق نہیں ۔ وَلَا تُطِعۡ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ صرف اس لئے نہیں کہ یہ مجنون ہیں بلکہ اس لئے کہ جھوٹے بھی بہت ہیں، بڑی بڑی لفاظی کے ساتھ جھوٹی قسمیں کھانے والے لوگ ہیں اور کمینہ صفت لوگ ہیں ۔ اس لئے کمینے آدمی جو مجنون بھی ہوں اور جو خدا تعالیٰ کی جھوٹی قسمیں کھانے والے ہوں ہر خلقِ حسن اور حسنِ خلق سے عاری ہوں ۔ ان لوگوں کی بات مان کر سوائے اس کے کہ کوئی اپنا نقصان کرے اس سے زیادہ تو اس کو کچھ حاصل نہیں ہوسکتا۔

احمدیوں کے لئے ان آیات میں بہت گہرا سبق ہے ۔ یہ وہ کسوٹی ہے جس پر ہم اپنے حُسن وقبح کو ہر وقت دیکھ سکتے ہیں ۔ یہ وہ آئینہ ہے جس میں ہم اپنا چہرہ دیکھ کر معلوم کر سکتے ہیں کہ کس حد تک ہم حضرت اقدس محمد ﷺ کے نقش قدم پر ہیں اور ہدایت پر ہیں اور کس حد تک ہم گمراہوں کے نقش قدم پر ہیں اور ان کی پیروی کر رہے ہیں ۔ اور یہی وہ صفات ہیں جو فیصلہ کُن ثابت ہوں گی ۔ ان کے ہاتھ میں نٓ اور قلم پکڑائے جائیں گے جو ان صفات کے حامل ہوں ۔ خدا کی تحریریں ان کے حق میں جاری ہوں گی جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ان صفات کی پیروی کرنے والے ہوں ۔ پس نٓ اور قلم اور وَمَا يَسۡطُرُونَ کی قسم کھانے کا ایک یہ بھی مفہوم ہے کہ ہم تو اسے مالکِ تقدیر اور مالکِ تحریر بنانے والے ہیں ۔ ہماری تقدیر اور تحریر گواہ ہے کہ یہی ہے بالآخر جو ہماری تقدیر کا نمائندہ بننے والا ہے اور تم اسے اپنی حماقت اور جہالت میں مجنون قرار دے رہے ہو ۔ چنانچہ اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے خدا تعالیٰ نے پھر آنحضرت ﷺ کو مزید خوشخبریاں عطا فرمائیں اور آپؐ کے دشمنوں کی بعض اور صفات بیان فرمائیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے راہ حق سے دور ہو چکے ہیں اور ان کے عمل اور ان کے کردار کو ان کے ایمان کے لئے کسوٹی قرار دے دیا۔

چنانچہ اسی مضمون کی برعکس صورت دکھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ مَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ (القلم: ۳۵) اس آیت کا عموماً پہلی آیت جو میں نے پڑھی ہے اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِيۡنَ كَالۡمُجۡرِمِيۡنَ اس کا عموماً آپ اردو میں یہ ترجمہ دیکھیں گے کہ کیا ہم مسلمانوں سے مجرموں والا سلوک کریں گے یا کر سکتے ہیں ۔ مَا لَكُمۡ كَيۡفَ تَحۡكُمُوۡنَ تمہیں کیا ہو گیا ہے ۔ تم کیسے فیصلے کرتے پھر رہے ہو ۔ یہ معنی بھی بامحاورہ ہے اور درست ہے لیکن پہلا معنیٰ جو لفظاً اس آیت کا ظاہر ہوتا ہے وہ اور ہے ۔ وہ یہ ہے کہ

اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ بھلا ہوسکتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو مجرموں کی شکل میں بنائیں یا مجرموں کو مسلمان قرار دے دیں۔ تم کیا باتیں کر رہے ہو، کیسے فیصلے کر رہے ہو۔ مجرم تم ہو تمہارے اعمال داغدار ہیں، ہر قسم کے گناہوں کے مرتکب ہو اور تم مسلمان بنے بیٹھے ہو اور جو لوگ مجرم نہیں ہیں ان کو تم غیر مسلم قرار دے رہے ہو۔ اتنا نہیں سوچتے کہ ہو کیسے سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مجرموں کی شکل پر بنا رہا ہو اور اس بات سے تو دنیا کا کوئی انسان بھی انکار نہیں کر سکتا کہ بعض ایسی سوسائٹیاں جو احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے رہی ہیں ہر قسم کے جرموں میں مبتلا ہو چکی ہیں۔ سربراہانِ مملکت اقرار کر رہے ہیں کہ ہر قسم کے گناہ، ہر قسم کی بدیاں ہماری زندگی کے ہر شعبے میں داخل ہو گئی ہیں اور ہم باوجود قوت رکھنے کے، باوجود اس کے کہ ہر قسم کی حکومت اور طاقتیں ہمارے ہاتھ میں تھیں اور ہم نے ان کو استعمال کرنا شروع کیا پھر بھی ہم قوم کے اخلاق بدلنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ یہ اقرار بھی کرتے ہیں کہ نہ صرف ناکام ہو چکے ہیں بلکہ جس حالت میں ہم نے قوم پر قبضہ کیا تھا ساری کوششوں کے باوجود اخلاق کو بہتر بنانے کے بجائے ہم آج قوم کو بدتر حالت میں دیکھ رہے ہیں۔ ہر شعبہ ہائے زندگی تباہ ہو چکا ہے۔ یہ اقرار ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور وہ لوگ جن کے اخلاق بہتر ہیں، جن کو خدا تعالیٰ نے شرافت، نجابت بخشی ہے اور اپنے عمل میں اور اپنے کردار میں وہ بعض ایسی صفات کے حامل ہیں کہ ان کے دشمن بھی یہ کہنے پر ضرور مجبور ہوتے ہیں کہ ہیں با اخلاق لوگ۔

تو وہی مضمون جو اخلاق کا چلا تھا وہ یہاں پھر نمایاں ہو گیا اور اس کو اکیلا بیان فرمایا گیا ہے مقابل پر اس لئے کہ جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اخلاق تو دنیا کو نظر آ جاتے ہیں اور وہ جو حضرت محمد مصطفی ﷺ کی باقی صفات بیان ہوئی تھیں وہ اتنی اعلیٰ ہیں کہ عام دنیا کی نظر میں وہ بعض دفعہ غیر مرئی ہو جاتی ہیں۔ نہایت ہی لطیف صفات ہیں اور نہایت ہی لطیف خدا تعالیٰ کے سلوک ہیں آپ کی ذات کے ساتھ، ہو سکتا ہے کہ ایک عام دنیا دار کو نظر ہی نہ آتے ہوں۔ پس ممکن ہے کہ احمدیوں کے ساتھ بھی جب خدا کے وہ سلوک ہوں درست ہے کہ ہمارے ساتھ اس سلوک کو وہ نسبت ہوگی جیسے آقا اور غلام کے ساتھ سلوک میں فرق ہوتا ہے۔ لیکن اچھے آقا کے اچھے غلام کے ساتھ ملتا جلتا سلوک ضرور ہوا کرتا ہے۔ اسلئے میں یہ نہیں کہتا کہ ہم سے وہی سلوک خدا کا ہوتا ہے جو حضرت محمد مصطفی ﷺ سے ہوا مگر

ایک اچھے آقا اور اچھے غلام کے ساتھ جو سلوک ہونا چاہئے وہ تو ہم سے ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے وہ صفات جو دیگر ہیں وہ تو ان لوگوں کو نظر نہیں آ سکتیں۔ لیکن خلقِ عظیم ضرور نظر آ جاتا ہے اور خلقِ عظیم کا فقدان بھی نظر آنے والی چیز ہے جس کو مجرمین کے طور پر پیش کیا گیا۔ فرمایا تمھاری عقلیں کہاں گئیں تمھارا مفتون ہونا تو اسی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ جو خلقِ عظیم کے حامل کی پیروی کرنے والے ہیں ان کو تو تم مجنون اور مفتون قرار دے رہے ہو اور گمراہ قرار دے رہے ہو اور تم جو سراسر جرموں میں ڈوبے پڑے ہو تم ان کے مقابل پر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہو۔ کم سے کم اتنا ہی خیال کرو اتنی ہی حیا کرو کہ خدا تعالیٰ کی طرف تم کیا بات منسوب کر رہے ہو۔ اس شکل کے مسلمان بنایا کرتا ہے خدا تعالیٰ ؟ کیا ایسے مسلمان بنائے جاتے ہیں؟ یہ ہے اعلان اَفَنَجۡعَلُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ کَالۡمُجۡرِمِیۡنَ تم کیوں نہیں یہ بات دیکھتے مَا لَکُمۡ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ پاگل ہو گئے ہو، ہو کیا گیا ہے تمہیں؟ یہ فیصلے کر رہے ہو آج؟ اَمۡ لَکُمۡ کِتٰبٌ فِیۡہِ تَدۡرُسُوۡنَ ﴿۳۸﴾ اِنَّ لَکُمۡ فِیۡہِ لَمَا تَخَیَّرُوۡنَ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی تحریر ہے خدا تعالیٰ کی کوئی ایسی کتاب ہے جس میں یہ لکھا گیا ہو کہ اِنَّ لَکُمۡ فِیۡہِ لَمَا تَخَیَّرُوۡنَ کہ تمہیں خدا تعالیٰ نے اس بات کی رخصت دے دی ہے، اس بات کا حق دے دیا ہے کہ جو چاہو پسند کرتے پھرو اور جو تم پسند کرو وہی خدا تعالیٰ کی تقدیر بن جائے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا۔ تمہاری پسند اور خدا تعالیٰ کی پسند میں فرق ہے۔ خدا کی پسند چلے گی اور تمہاری پسند نہیں چلے گی ۔ اَمۡ لَکُمۡ اَیۡمَانٌ عَلَیۡنَا بَالِغَۃٌ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ ۙ اِنَّ لَکُمۡ لَمَا تَحۡکُمُوۡنَ کیا تمہارے پاس خدا کا کوئی عہد ہے یعنی خدا نے تم سے کوئی عہد باندھ رکھا ہے جو قیامت تک اب چلتا چلا جائے گا۔ اِنَّ لَکُمۡ لَمَا تَحۡکُمُوۡنَ کہ جو چاہو فیصلے کرتے پھرو، خدا تمہیں اختیار دے بیٹھا ہے اب کہ ہمیشہ کے لئے تم ہی فیصلے کیا کرو گے۔ ہرگز نہیں۔ نٓ وَ الۡقَلَمِ وَ مَا یَسۡطُرُوۡنَ میں بتایا کہ قلم اور دوات اور تحریریں خدا کے قبضہ میں ہیں اور تمہیں اختیار نہیں ہے کہ تم خدا کی تحریروں کو بدلو اور خدا کے فیصلوں کو تبدیل کرو۔

سَلۡہُمۡ اَیُّہُمۡ بِذٰلِکَ زَعِیۡمٌ اگر وہ اصرار کریں کہ ہاں ایسے ہی ہوگا ہم جو چاہیں کریں گے اور جو چاہیں لکھیں گے اور وہی بات خدا کی بات ہو جائے گی۔ تو کہو کہ پھر کون ہے تم میں سے جو اس بات کا ضامن ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو الٹانے والے ہیں۔ ہم حق

اور باطل کو ممتاز کر کے دکھانے والے ہیں، ہم دکھانے والے ہیں کہ دنیا کی نظر میں بھی تم پاگل ثابت ہو گے، تمہاری حرکتیں مجنونانہ حرکتیں ثابت ہوں گی اور جن کو تم مجنون اور پاگل سمجھ رہے ہو وہی صاحب فہم قرار دیئے جائیں گے۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے اس سے زیادہ اور کیا ضمانت ہوسکتی ہے کہ قرآن کریم میں صاحب لوح وقلم نے یہ ضمانت عطا فرمادی ہے کہ تم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے اخلاق کا دامن پکڑ لو اور اس پر قائم ہو جاؤ اور اس پر صبر کر کے بیٹھ جاؤ، پھر خدا قسم کھاتا ہے لوح وقلم کی، قلم اور دوات کی اور ان تحریروں کی جو تقدیر کی تحریریں ہوتی ہیں کہ لازماً تم غالب آؤ گے اور تم میں اور تمہارے مخالفوں میں فرق کر کے دکھایا جائے گا۔ یہ ضمانت تمہارے پاس قرآن کریم کی ضمانت ہے اس کے مقابل پر اگر ان کا دعویٰ اس سے مختلف ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سَلْهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ اگر اس کے مخالف دعویٰ کرتے ہو تو بتاؤ تمہارا کون ضامن ہے، ہمارا تو خدا ضامن ہے، ہماری تو کتابِ الٰہی ضامن ہے۔

پس آپ خلقِ عظیم پر قائم ہوں۔ باقی سب باتیں نہ نظر آنے والی ہیں۔ لیکن ایک علامت آپ کی ایسی ہے خلق عظیم پر قائم ہونا جسے دنیا دیکھ سکتی ہے۔ جسے احمدی دیکھ سکتا ہے جسے نظام جماعت دیکھ سکتا ہے۔ اگر آپ خلق عظیم کی نظر آنے والی صفات سے عاری ہوں گے تو یہ دعویٰ کر لینا کہ جو غیر مرئی صفات اس سے پیچھے ہیں وہ ہمارے پاس ہیں ہم ان پر قائم ہیں صرف خلقِ عظیم سے عاری ہیں یہ کہنا غلط اور جھوٹ ہے۔ خلق عظیم بنیاد ہے ان ساری نعمتوں کی جن کا ذکر آنحضرت ﷺ کے متعلق تفصیل سے کیا گیا ہے اور خلق عظیم ہی وہ کسوٹی ہے جس پر دنیا پرکھ سکتی ہے۔ پس آپ خلقِ عظیم پر قائم ہوں اور خلقِ عظیم سے مراد عام روزمرہ کی بول چال میں نرم ہونا نہیں ہے خلق عظیم کا مضمون تو بہت ہی عظیم الشان اور بہت ہی وسیع مضمون ہے اور وہاں بھی یہ مضمون جاری ہوتا ہے جہاں کوئی نہیں دیکھ رہا ہوتا۔ وہاں بھی جاری ہوتا ہے جہاں سب دیکھ رہے ہوتے ہیں۔

بہت باریک مضمون ہے خلقِ عظیم کا جس کو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سیرت کے مطالعہ سے ہی سیکھا جاسکتا ہے۔ اسی لئے میں نے جماعت کو تلقین کی تھی نئے مالی سال کے آغاز پر کہ اپنے پروگراموں میں آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مضمون پر بہت غیر معمولی زور دیں اور اب ہماری

توبقا، ہماری تو زندگی کا تو انحصار اس بات پر ہے۔قرآن کریم فرماتا ہے کہ خلق عظیم والے کی پیروی کرو تو ہم ضامن ہیں کہ خدا کی تقدیر تمہارے ساتھ چلے گی۔تمہاری حفاظت کرے گی، تمہیں ہلاک نہیں ہونے دے گی۔تمہارے مخالفوں سے فرق کر کے دکھائے گی اگر خلق عظیم سے عاری ہو جاؤ گے تو پھر کوئی ضمانت باقی نہیں رہتی۔اس لئے غیر معمولی طور پر ہمیں اخلاق حسنہ کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔جو گہرے اخلاق ہیں محض ظاہری نہیں۔عائلی زندگی کے اخلاق، بیویوں سے سلوک، بچوں سے سلوک، بر عکس ان کے، بچوں کا اپنے والدین سے سلوک، بیویوں کا اپنے خاوندوں سے، اپنے ماحول سے، اپنے لین دین میں، اپنے معاملات میں، اپنے قول میں، یہ سب خلقِ عظیم کے وہ پہلو ہیں جن میں آپ کو درست ہونا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے قریب تر پہنچتے رہیں۔

قریب پہنچنا تو ایک نسبتی معاملہ ہے لیکن قریب تر پہنچتے رہنا یہ سب سے زیادہ اہم ہے۔یعنی کسی مقام پر بھی کھڑے ہو جانا غلط ہے۔جب میں یہ کہتا ہوں کہ قریب تر پہنچتے رہیں تو مراد ہے کہ ہر خلق کو ہمیشہ صیقل کرتے رہیں، یہ سمجھتے ہوئے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ کے خلق جیسا کامل نہیں ہو سکا اس لئے مزید گنجائش ہے اور خلق عظیم کا نمونہ ہمیں دے کر ایک لامتناہی سفر دے دیا ہے اخلاق کو مانگنے کا اور اپنے حسن کو سنوارنے کا اور نکھارنے کا۔کوئی ایک بھی خلق ایسا نہیں جس میں آپ کے پاس بہتری کی گنجائش موجود نہیں، یہ اعلان ہو رہا ہے یہاں کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے سوا کبھی کسی کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ گواہی نہیں دی کہ وہ خلق عظیم پر واقع ہے۔بہت ہی بڑی گواہی ہے۔اسلئے آنحضرت ﷺ کی پیروی جب لازم فرما دی تو ساتھ اس کا ایک طبعی نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ بعینہٖ آنحضرت ﷺ کی طرح خلقِ عظیم پر اور کوئی واقع نہیں۔اسلئے ہم پر کوشش فرض ہے اور یہ انکسار بھی ضروری ہے کہ ساری کوششوں کے باوجود ہم پھر بھی خلق عظیم سے نیچے رہ جائیں۔یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ خلق عظیم کی طرف ہمیشہ بڑھتے رہیں اور ہمارے لئے ہمیشہ بڑھتے رہنے کا امکان کھل گیا ہے۔ایک موقع پر بھی ہم Still نہیں ہو سکتے، ایک موقع پر بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ اب ہم انتہاء کو پہنچ گئے ہیں اب ہم دوسرے کاموں کی طرف توجہ کریں۔فرمایا محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی شروع کرو ساری زندگی تم اس کام میں مصروف رہو تب بھی تمہارے لئے مزید گنجائشیں خدا پیدا کرتا رہے گا۔تو صرف یہ اعلان

نہیں ہے کہ تم آگے نہیں بڑھ سکتے ، ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔Emphasis اس بات پر ہے، زور اس بات پر ہے کہ تم آگے بڑھ سکتے ہو اور ہمیشہ آگے بڑھ سکتے ہو ایک بھی زندگی کا دن تم پر ایسا نہیں آئے گا آگے بڑھتے ہوئے کہ جہاں تم یہ کہہ سکو کہ اب بس کافی ہوگئی ۔ جہاں تک تمہاری کوششوں کا تعلق ہے چونکہ تم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے قریب جانے کی کوشش کر رہے ہو اس لئے سفر اتنا لمبا ہے کہ تم زندگی میں ختم نہیں کر سکتے مگر آگے ضرور بڑھ سکتے ہو۔

اس لئے میں نے یہ کہا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے قریب تر ہوتے رہنے کی کوشش کرنا اس پر جماعت کو زور دینا چاہئے اور جہاں تک مخالفین کے بلند بانگ دعوے ہیں، ان کی گیدڑ بھبھکیاں ہیں، ان کے خوف دلانے کے عزائم ہیں ، یہ ساری چیزیں بے کار اور بے معنی ہیں ۔اللہ آپ کا ضامن ہے، اللہ آپ کا محافظ ہے، خدا آپ کا وکیل ہے، خدا آپ کا نصیر ہے۔ کھلے کھلے لفظوں میں آپ کو وعدے دے رہا ہے، آپ کو تسلیاں دے رہا ہے، آپ کو گر سکھا رہا ہے کہ کس طرح آپ دنیا میں باقی رہنے والے بنیں گے۔آپ کو کس بات کا خوف ہوسکتا ہے۔اس لئے کامل توکل کے ساتھ خدا تعالیٰ نے جو رستے سکھائے ہیں آگے بڑھنے کے اور دوام پانے کے اور ہمیشہ کی زندگی پانے کے اور خدا کی تقدیر کا مظہر بننے کے، ان رستوں پر چلیں ۔اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔آمین ۔